قرن اول کے افرادِ اہل بیت سے اہل سنت کا علمی اخذ واستفادہ۔ایک تاریخی جائزہ

Ahl al-Sunnah's Knowledge Acquisition from People of First Century Ahl al-Bayt, A Historical Review

Hafiz Abdul Rahman [1]
Dr. Hafiz Abdul Majeed [2]

Abstract:
In the first Hijri century, most of the centers of knowledge of Ahl al-Bayt alﷺ were established in Makkah, Madinah and Kufa, because until that time these cities were more famous for the promotion and dissemination of sciences and arts. The members of the Ahl al-Baytﷺ including Azwaj-Mutahurat, also established their centers of knowledge in the cities. Among these centers, the first and most important was the Masid-Nabwi in Madinah and Madrasah Safa, which was famous for teaching and the promotion, publication of sciences and arts since the time of the Prophet Muhammadﷺ. In the first century of Hijri, all the scholars have benefited from the message of the people of Ahl al-Bayt without distinction, including the Companions and the Companions. Apart from Khayd's individuals, Azwaj-Mutahrat and other personalities of Ahl-Byt have been derived and utilized by Ahl al-Tasnan as well, as we saw in the details of individuals. This period was the period of Prophet Muhammadﷺ, the Companions and the Companions, in which the Companions also benefited from the people of Ahl-Bayt, during this period no religious distinction was allowed. During this period, there was not much tendency to establish centers of knowledge which had many reasons,therefore many personalities used it or what was its condition could not be known, however, those people have been involved in Ahl al-Bayt-e-Amal Peer's Ruwa or Haqa Talmand. In the first century of Hijri,the term Ahl-Byt and Ahl-Tasanan did not difference much.Rather, it seems that the members of Ahl-Bytﷺ and the rest of the companions and followers were all from the same scholl of thought and the Ahl-Byt had superiority over the rest based on some reasons.

Keywords: *Ahl-Byt, Ahl-Tasanan, Knowledge Acquisition, Center of knowledge*

اسلام کی پہلی صدی ہجری علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت کے لئے انتہائی اہم ہیں۔آپ ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ نے علوم کی ترویج کے اس کام کو آگے بڑھایا۔اس صدی میں بڑی نامی گرامی شخصیات آئیں جن میں صحابہ کرامؓ،ازواج مطہرات،اہل بیتؓ،ان کی اولادیں اور تابعین عظام شامل ہیں۔یہ وہ زمانہ تھا جس میں علمی دیانت قائم تھی اور علوم وفنون کے حصول کے لئے بلا تفریق شخصیات کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔اختلاف کی کمی کی وجہ سے استفادہ بہت زیادہ تھا۔اگرچہ اس زمانہ میں مختلف گروہ اور مکاتب فکر تشکیل پا رہے تھے لیکن فکری وسیاسی تشکیل افراد کے حصول علم میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔پھر جیسے جیسے دور نبوی ﷺ سے بُعد ہوتا چلا گیا کسی حد تک اختلاف بھی بڑھتا گیا اور حصول علم کے لئے اپنے ہی مکاتب فکر کے لوگوں کی طرف رجوع کیا جانے لگا اور روایات میں انہی افراد پر اعتماد کیا جانے لگا اور دوسری صدی ہجری میں یہ تسلسل بڑھتا چلا گیا۔

[1] Ph.D Scholar, Depatment of Islamic Studies & Arabic, Gomal University Dera Ismael Khan
Hafizabdulrahman93@gmail.com
[2] Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University, Dera Ismael Khan
drhafizabdulmajed@gmail.com

پہلی صدی ہجری مختلف مکاتب فکر اور تحریکوں کے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ مختلف علوم وفنون نے اس صدی میں اپنی ارتقائی منازل طے کیں۔ اس صدی میں ہی خوارج، معتزلہ، اہل تشیع اور اہل تسنن جیسے مکاتب فکر اور فرق وجود میں آئے۔ ان مکاتب فکر کی تشکیل کا پس منظر ابتداً مخصوص سیاسی محرکات تھے جو بعد میں مذہبی نظریات میں تبدیل ہوگئے اور کچھ مکاتب فکر میں اس کے برعکس بھی ہوا۔ ان مکاتب فکر میں سے ایک اہم مکتب فکر وہ تھا جو بعض مسائل میں صحابہ کرام کی بہ نسبت اہل بیت ﷺ کی طرف زیادہ مائل تھا بعد ازاں اس مکتب فکر نے پہلے سیاسی اور بعد میں مذہبی شکل اختیار کر لی اور اہل تسنن کہلائے۔ دوسری صدی کے بعد اہل تسنن کا رجحان اخذ واستفادہ میں صحابہ کرامؓ، تابعین عظام اور تبع تابعین عظام کی طرف ہوتا چلا گیا۔ اسی طرح اہل تشیع نے افراد اہل بیتؓ سے علوم میں زیادہ استفادہ کیا۔ اس روایت کی کمیت، کیفیت اور وجوہات بھی بہت اہم ہیں۔ چنانچہ مکاتب فکر اور افکار ونظریات کے ارتقاء میں اخذ واستفادہ کی یہ روایت تاریخی اور علمی اعتبار سے حد درجہ اہمیت کی حامل ہے۔ مقالہ ہذا میں پہلی صدی ہجری میں افراد اہل بیت ﷺ سے اہل تسنن نے کتنا علمی اخذ واستفادہ کیا اور اس استفادہ کی مجموعی صورتحال کیا رہی، اس بات کا جائزہ لیا جائے گا۔

افراد اہل بیت کی مسانید علم

علوم وفنون کا حصول اور درس وتدریس کا تعلق کسی نہ کسی درسگاہ یا مسند علم سے ہوتا ہے جہاں پر اہل علم لوگ علم کی تلاش میں آتے ہیں۔ پہلی صدی ہجری میں چند مخصوص علاقے ہی اشاعت علم کا مرکز سمجھے جاتے تھے جن میں مکہ، مدینہ، کوفہ اور بصرہ قابل ذکر ہیں تاہم بعد میں یہ دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا۔ پہلی صدی ہجری میں افراد اہل بیت ﷺ نے مسانید علم مکہ، مدینہ اور کوفہ میں بنائیں بلکہ مدینہ میں یہ سلسلہ زیادہ چلا کیونکہ مدینہ شہر علوم وفنون کا سب سے پہلا اور بڑا مرکز تھا۔ اجلہ صحابہ کرام اور تابعین یہاں موجود تھے۔ ذیل میں ازواج مطہرات اور دیگر افراد اہل بیت ﷺ کی مسانید علم کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہؓ (614ء-58ھ) کی مسند علم

حضرت عائشہؓ کی زندگی کا بڑا حصہ مدینہ منورہ میں گزرا۔ سفر حج یا چند دوسرے اسفار کے علاوہ آپؓ مدینہ سے باہر نہیں گئیں۔ آپؓ کی مسند علم مدینہ ہی میں آپؓ کا حجرہ رہا جو کہ مسجد نبوی ﷺ کے ساتھ متصل تھا۔ حضرت عائشہؓ ہر سال ہی حج کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے جایا کرتی تھیں۔ اس سفر کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا تھا کہ دور کے علاقوں سے آنے والے زائرین بھی اپنی علمی پیاس بجھا سکیں۔ کیونکہ اہل بیت ﷺ سے تعلق ہونے کی وجہ سے آپؓ کے پاس علوم نبوت کا ایک وافر حصہ تھا علوم دینیہ کے فروغ کو اپنی ذمہ داری سمجھتی تھیں۔ علم کے متلاشی آپؓ کے خیمہ کے باہر جمع ہو جاتے اور علمی سوالات کرتے تو آپؓ ان کے جوابات دیتی تھیں۔ اسی طرح مکہ میں زم زم کے قریب پردہ ڈال کر تشریف فرما ہو جاتیں[3] اور اس طرح فتویٰ لینے والوں کا ایک بڑا مجمع لگ جاتا۔ آپؓ ان کے سوالات کا جواب دیتیں یعنی مکہ مکرمہ بھی آپؓ کا عارضی مسند علم تھا جہاں کثیر تعداد میں صحابہ کرام اور تابعین آپؓ سے اخذ واستفادہ کیا کرتے۔

مدینہ منورہ میں آپؓ کا گھر یعنی حجرہ جو کہ مسجد نبوی سے متصل تھا مسند علم تھا۔ مدینہ شہر تمام اسلامی دنیا کا مرکز تھا۔ اکثر لوگ زیارت اور علمی مقاصد کے لئے یہاں کا رخ کرتے تھے خاص طور پر حضرت عائشہؓ کی علمی مجلس میں ضرور شرکت کرتے تھے[4]۔ یہ متلاشی علم

---

[3] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب طواف النساء مع الرجال، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، ۱/۳۰۴

Bukhari, Muhammad Bin Ismael, *Al Jāme Al Sahih*, Book: Al Haj, Lahore, Maktaba Rahmania, Hadith:1618, 304/1

[4] احمد بن حنبل، مسند احمد، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۱۶ھ، ۲۲۵/۶

Ahmad Bin Hanbal,Musnad ahmad.(mu,ssasat Al Risalah,Beirut,1409)225/6

رسوم اور آداب علم سے واقف ہوتے سب سے پہلے مروجہ طریقہ کار کے تحت سلام کرتے۔ آپؓ ان سے عزت و تکریم سے پیش آتی تھیں[5] جب کہ بیچ میں ایک پردہ حائل ہوتا تھا لوگ مختلف قسم کے سوالات، مسائل اور بعض دفعہ اپنے شبہات بھی پیش کرتے تو آپؓ انہیں ایسے جوابات دیتی جن سے ان کی تسلی ہو جاتی تھی۔

حضرت ام سلمہؓ (610ء-61ھ) کی مسند علم

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کا وفات تک کا وقت مدینہ میں ہی گزرا۔ آپؓ نے ہجرت حبشہ کی اور کئی سال حبشہ میں گزارے پھر کچھ عرصہ بعد مکہ واپس آئیں[6]۔ بعد ازاں حضور اکرم ﷺ کی اجازت سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور پہلے شوہر کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ قیام حبشہ کے دوران آپؓ کے بارے میں اخذ استفادہ کی روایات نہیں ملتیں۔ حضور اکرم ﷺ سے نکاح کے بعد وصال تک آپ مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کے ساتھ رہیں۔ مختلف اسفار میں بھی اکثر آپؓ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ہوتی تھیں جس سے آپ کو سیکھنے کا زیادہ موقع ملا۔ اسی طرح آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی آپؓ مدینہ میں رہیں اور یہی آپؓ کا مسند علم تھا۔ ازواج مطہرات کے حجرے ہی ان کی مسند علم اور درسگاہ ہوتی تھی۔ جہاں خواتین گھروں میں آکر اور مرد پردہ کے پیچھے سے اخذ واستفادہ کیا کرتے تھے۔ مسجد نبوی میں بھی علمی مجالس کا اہتمام ہوتا تھا۔ حضرت ام سلمہؓ کا وصال سن ۶۳ھ میں ہوا تو اس طرح آپ ﷺ کے وصال سے سن ۶۳ھ تک آپؓ اسی مسند علم سے وابستہ رہیں[7] جہاں مختلف صحابہ کرام اور تابعین آپؓ سے اخذ واستفادہ کیا کرتے تھے

حضرت جویریہؓ (608ء/56ھ) کی مسند علم

ام المؤمنین حضرت جویریہؓ بنت حارث نے آپ ﷺ سے نکاح کے بعد مدینہ منورہ میں زندگی گزاری۔ دیگر ازواج مطہرات کی طرح حضرت جویریہؓ کا حجرہ بھی مسجد نبوی ﷺ سے متصل تھا اور یہی آپؓ کا مسند علم بھی تھا۔ اسی مسند میں صحابہ کرام نے آپؓ سے علمی اخذ واستفادہ کیا۔ چونکہ یہ تمام حجرے مسجد نبوی ﷺ سے متصل تھے اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسجد نبوی ﷺ بھی آپؓ کی مسند علم میں شامل تھی۔ اسی طرح دور نبوی ﷺ میں گھر کو بھی مسند علم اور مرکز سمجھا جاتا تھا خاص طور پر خواتین گھروں میں ہی درس وتدریس کیا کرتی تھیں۔ اس ضمن میں ازواج مطہرات کے گھر جو کہ مسجد نبوی سے متصل تھے خواتین کی تعلیم و تربیت اور مسائل کے لئے شہرت رکھتے تھے۔ جویریہؓ بنت حارث سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ، عبید بن سباقؒ، کریبؒ مولیٰ ابن عباس۔ مجاھدؒ، ابوایوبؒ یحیٰ بن مالکؒ الازدی اور کچھ دوسرے لوگوں نے اسی مسند علم میں احادیث روایت کی ہیں[8]۔

حضرت فاطمہؓ (615ء/11ھ) کی مسند علم

حضرت فاطمہؓ نے بیت نبوت ﷺ میں پرورش پائی اور آپ ﷺ کی نگرانی میں رہیں۔ آپؓ حضور اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد صرف چھ ماہ بعد ہی ۱۱ ہجری میں وفات پا گئیں تھیں۔ آپؓ کی مکمل تعلیم و تربیت آپ ﷺ کی نگرانی میں ہوئی یعنی آپؓ نے کبھی بھی حصول علم کے لیے کوئی سفر نہ کیا بلکہ آپؓ کی تعلیم و تربیت مدینہ میں مسجد نبوی ﷺ سے ہوئی کیونکہ اس وقت دور نبوی ﷺ میں مسند علم صرف مسجد نبوی ﷺ اور صفہ کا مدرسہ تھا جہاں مدینہ کے باہر سے بھی لوگ حصول علم کے لیے تشریف لاتے تھے۔ حضرت فاطمہؓ کا اپنا گھر بھی

[5] احمد بن حنبل، مسند احمد، ۱۲۹/۶ Ahmad Bin Hanbal,Musnad ahmad,129/6

[6] بخاری، محمد بن اسماعیل، التاریخ الصغیر، مکتبۃ المعارف، ریاض، ۲۸/۱

Bukhari, Muhammad Bin Ismael, Al Tareekh Al Sagheer.(maktabat Al Marif,Riaz),28/1

[7] شرح الزرقانی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۷ھ، ۲۷۶/۳

Sharah Azarqani,(Dar al kutub al Ilmiyah,Beirut,1417)276/3

[8] الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۲۶۳/۲

Al Zahbi,siyar e Alam al nabla,263/2

ایک علمی مسند تھا جہاں آپؓ احکام اور اسلامی تعلیمات کے ذریعے عورتوں کو ان کی ذمہ داری سے آشنا کراتیں آپؓ کی کنیز اور شاگردہ فضہؓ بیس سال تک قرآن کی زبان میں کلام کرتی رہیں ان کا تعلق بھی اسی مسند علم سے تھا۔[9]

حضرت علیؓ (601ء/40ھ) کی مسانید علم

حضرت علیؓ کو بچپن ہی سے درسگاہ نبوت میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کا موقع ملا جس کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہا خود ان ہی سے روایت ہے کہ مکہ میں صبح کے وقت معمولاً آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور تقرب کا یہ درجہ میرے علاوہ کسی کو بھی حاصل نہیں تھا۔ ظہور اسلام کے وقت اگرچہ آپؓ کی عمر بہت کم تھی لیکن آپؓ لکھنا پڑھنا جانتے تھے اس لیے دوسرے صحابہ کرام کی طرح آپؓ بھی تحریری کام سرانجام دیا کرتے تھے[10] آپ ﷺ کے جو مکاتیب و فرامین لکھے جاتے تھے ان میں سے بعض آپؓ کے دست مبارک سے لکھے گئے تھے۔ مدینہ منورہ کے علاوہ کوفہ شہر آپ کی سیاسی و علمی سرگرمیوں کا مرکز رہا تھا۔ مسجد کوفہ جب حضرت علیؓ نے کوفہ شہر کو دارالخلافہ بنایا کے خطبوں، قضاؤں اور درس و تدریس کا مرکز سمجھی جاتی تھی اور آج بھی امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے فیصلوں کا مقام دکۃ القضاء کے نام سے مشہور ہے۔ دراصل دکۃ القضاء مسجد کوفہ میں ایک چبوترہ تھا جہاں حضرت علیؓ فیصلے کیا کرتے تھے[11] اسی مقام پر ہی بعد میں حضرت علیؓ کی شہادت ہوئی تھی۔

مسجد کوفہ اپنی تاسیس ہی سے شہر کا ایک علمی و ثقافتی مرکز سمجھی جاتی تھی۔ سن چھتیس ہجری میں حضرت علیؓ جب کوفہ آئے تو سب سے پہلے اسی مسجد میں حاضر ہوے اور وہاں موجود لوگوں سے خطاب کیا۔ آپؓ کوفہ میں مقیم ہونے کے بعد مسجد کوفہ میں تفسیر قرآن اور دیگر علوم کی تدریس کیا کرتے تھے۔ کوفہ میں حضرت علیؓ کی آمد سے قبل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں آچکے تھے اور انہوں نے اپنی مسند علم یہاں بچھائی اور حضرت علیؓ نے علم اور درس و تدریس کی اس روایت کو آگے بڑھایا خود ابن مسعودؓ نے فرمایا: ان علیاً ابن ابی طالب عنده علماً لظاہر و الباطن[12] بے شک علی بن ابی طالبؓ کے پاس علم ظاہر و باطن دونوں ہیں۔

حضرت حسنؓ (3ھ-49ھ) کی مسانید علم

حضرت حسنؓ خلافت سے دستبرداری کے بعد اور معاویہؓ کے ساتھ صلح کے بعد کوفہ کے بعض شیعوں کی طرف سے کوفہ میں رہنے کی درخواست کے باوجود مدینہ تشریف لے گئے اور اپنی زندگی کے آخری ایام تک مدینہ میں رہے۔ آپؓ اس دوران صرف مکہ اور شام کا مختصر سفر کیا یعنی آپؓ نے مسند علم مدینہ ہی کو بنایا۔ مدینہ میں لوگوں کی ہدایت اور تعلیم و تربیت کی خاطر امام حسنؓ کی طرف سے ہونے والی علمی محافل کا ذکر مختلف منابع میں ملتا ہے۔ ابن سعدؒ ذکر کرتے ہیں کہ حسن بن علیؓ صبح کی نماز مسجد نبوی میں پڑھتے تھے جس کے بعد سورج نکلنے تک عبادت میں مشغول رہتے تھے اس کے بعد مسجد میں موجود لوگوں کے درمیان بیٹھ کر بحث و گفتگو کیا کرتے تھے اور ظہر کی نماز کے بعد بھی

---

[9] مجلسی، بحار الانوار، ۹/۵۷۵ Majlasi,Bihar al Anwar,575/9

[10] البلاذری، احمد بن یحیٰ، فتوح البلدان، مؤسسۃ المعارف، بیروت، ص ۴۷۷

Al Balazri,Ahmed bin Yahya,Futu Al Buldan,(Mussa tul Al Maarif,Beirut,p. 477

[11] مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۸/۳۱۳

Majlisi,Muhammad Baqir,Bihar Al Anwar,(Dar Ahyat Al turas ul Arbi,Beirut)313/8

[12] اصبہانی، احمد بن عبداللہ، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، ۱/۱۰۵

Asbahani,Ahmed bin Abdullah, Hilyah tul oulia wa tabqat ul Asfiyah, 105/1

مسجد میں یہی روٹین رہتی تھی [13] اسی طرح آپؑ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف رکھتے تھے اور لوگ آپؑ کے ارد گرد حلقہ بنا کر مختلف موضوعات پر سوالات اور بحث و مباحثہ کرتے تھے اور بعد میں آپؑ سوالات کے جوابات بھی ذکر کیا کرتے تھے [14]

حضرت امام حسنؑ کا دور خلافت صرف چھ ماہ کا ہے جس میں آپؑ اپنے والد حضرت علیؑ کی طرح کوفہ میں ہی قیام فرمایا اور مسجد کوفہ میں ہی رونق افروز رہتے تھے۔ حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد امام حسنؑ نے اسی مسجد میں لوگوں سے بیعت کی اور ممبر پر رونق افروز ہونے کے بعد ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا جس کے آخر میں ارشاد فرمایا:

انا من اهل بيت فرضالله مودتهم في كتابه فقال تعالى قل لا اسألكم اجراً الا المودة في القربى[15]۔
فا الحسنة مودتنا اهل البيت۔[16]

یعنی جامع مسجد کوفہ اور مسجد نبوی ﷺ کو آپؑ نے مسند علم بنایا اور اہل علم نے بھی اس مقام پر اخذ و استفادہ کیا اس کے بعد آپؑ وفات تک مدینہ ہی میں مقیم رہے۔

حضرت حسینؑ (4ھ-61ھ) کی مسند علم

حضرت حسینؑ دو اہم علمی مراکز سے وابستہ رہے سب سے پہلے علمی مسند مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ تھی جو دور نبوی ﷺ سے ہی ایک اہم علمی مرکز رہا تھا۔ خلفائے راشدین نے بھی اپنے دور خلافت میں مسجد نبوی ﷺ کو علمی مرکز بنائے رکھا۔ آپؑ 35ھ تک مدینہ میں رہے۔ اسی طرح آپؑ کی پہلے مسند علم مدینہ کہلائی جہاں آپ نے اپنی زندگی کے ابتدائی ایّام گزارے اور اجلہ صحابہ کرام کی صحبت میں رہے۔ دور نبوی ﷺ میں اگرچہ آپؑ کی عمر کم تھی تاہم آپؑ کو نبی کریم ﷺ کے گھر تک زیادہ رسائی حاصل تھی اور مسجد نبوی ﷺ کی مجالس علم میں بھی آپؑ شریک رہتے تھے۔ سن ۳۶ھ میں دار الخلافہ کی تبدیلی کے ساتھ آپؑ حضرت علیؑ کے ساتھ کوفہ منتقل ہو گئے اور جنگ جمل و صفوان میں بھی شانہ بشانہ شرکت کی اسی طرح آپؑ نے جنگ نہروان میں بھی شرکت کی [17] یعنی کوفہ آنے کے بعد ۴۱ھ میں حضرت حسنؑ کی حضرت امیر معاویہؓ کے صلح ہونے تک جامع مسجد کوفہ آپؑ کا مسند علم تھا۔

حضرت زین العابدین علی بن الحسین (38ھ-94ھ) کی مسند علم

حضرت زین العابدین واقعہ کربلا میں بیماری کی وجہ سے شرکت نہ کر سکے تھے اور واقعہ کربلا کے بعد تقریباً 34 سال تک مدینہ منورہ میں انتہائی ناگوار حالات میں بڑے صبر و ضبط اور استقلال سے گزارے۔ آپ وفات تک یہیں رہے اور اخذ و استفادہ کرنے والے اہل علم آپ کے پاس تشریف لاتے تھے یعنی آپؑ کی مسند علم مدینہ منورہ ہے۔ تاہم اس بات کا ذکر نہیں ملتا کہ آپؑ کسی خاص مسند علم جیسے مسجد نبوی ﷺ سے وابستہ تھے یا نہیں جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے کہ آپؑ مدینہ میں قیام کے دوران عبادت الٰہی میں زیادہ مشغول رہے۔ "ان زین

---

[13] البلاذری، احمد بن یحیٰ، انساب الاشراف، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۷ھ، ۲۱/۳

Al Balazri,Ahmed bin Yahya, Ansab Al ashraf,(Dar ul Fikr,Beirut,1417)21/3

[14] ابن صباغ مالکی، الفصول المہمہ، انتشارات دار الحدیث، ۱۳۸۰ھ، ۷۰۲/۲

Ibn Sabagh malki,Al fasul al muhimmah,(Intisharat Dar al hades,1380)702/2

[15] الشوریٰ، ۴۲:۲۳ Ash Shūrā, 42:23

[16] شیخ مفید، محمد بن محمد، الارشاد، مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام لاحیاء التراث، بیروت، ۱۴۱۲ھ، ۳۴۷/۱

Shaikh mufeed, Muhammad bin Muhammad, Al Irshad,(Mussasat Al al biyt A;aihim al slam La Hyat al turas,Beirut)1412)347/1

[17] ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دار الفکر، بیروت، ۱۴۲۶ھ، ۹۳۹/۳

Ibn e Abdul Barr,Yousaf bin Abdullah,Al Istiab fi Marift ul Ashab,(Dar ul fikr,Beirut,1426)939/3

العابدین ھو اللذی خلف اباہ علماً و زھداً و عبادۃً،و عن ابی حمذۃ الثمالی قال کان علی بن الحسین یصلی فی الیوم و الیلۃ الف رکعۃ"[18] بے شک زین العابدین اپنے والد کی طرح تھے علم، زہد اور عبادت میں اور ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں علی بن حسین دن اور رات میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھا۔امام سجاد عبادت، تقویٰ اور علم میں بے مثال تھے۔اہل علم اخذ و استفادہ کے لئے مدینہ منورہ میں آپ سے رجوع کیا کرتے تھے۔

مسانید علم سے اخذ و استفادہ کرنے والے اہل تسنن اعلام ورجال

پہلی صدی ہجری میں صحابہ کرام اور تابعین میں اخذ و استفادہ کی صورت اور اس کا معیار کسی مسلک یا فرقہ کی بنیاد پر نہیں تھا بلکہ اس وقت تک ان چیزوں کا قطعی وجود نہیں تھا۔ازواج مطہرات اور دیگر افراد اہل بیت ﷺ سے اس وقت کے صحابہ کرام اور تابعین نے بغیر کسی مسلکی و فکری تفریق کے استفادہ کیا۔تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اخذ و استفادہ میں تفریق بعد کے سالوں میں ہمیں کسی حد تک نظر آنے لگی۔ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں زیادہ تر استفادہ روایت حدیث کے متعلق تھا باقی علوم جیسے تفسیر، فقہ، اصول فقہ اور علم الکلام وغیرہ ابھی تک باقاعدہ خاص علمی شکل میں وجود میں نہیں آئے تھے جبکہ ان علوم نے بعد کے سالوں میں اپنی ارتقائی منازل طے کرنے کے بعد الگ فن کی حیثیت اختیار کی۔ابتدائی صدیوں میں اگرچہ علوم و فنون کے اخذ و استفادہ میں مراکز و مسانید علم کا اہم کردار تھا لیکن مراکز علم اور وسائل کی کمی کے باعث اخذ و استفادہ صرف ان مراکز تک محدود نہیں تھا بلکہ سفر و حضر ہر صورت میں جاری رہتا تھا۔لہٰذا مراکز علم سے استفادہ کرنے والے افراد کے علاوہ ایسے افراد کا بھی ذکر کیا جائے گا جو کسی خاص مرکز سے وابستہ نہیں رہے لیکن روایت حدیث اور دوسرے علوم میں ان کا اخذ و استفادہ ثابت ہے۔اس زمانہ میں زیادہ تر افراد دوسری صورت سے تعلق رکھتے ہیں۔اسی طرح اس زمانہ کی تشکیل کے مطابق افراد اہل بیت ﷺ اور اہل تسنن کے فرق کو بھی مد نظر رکھا جائے گا۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (593ء-20ھ) سے اخذ و استفادہ کرنے والے اہل تسنن اعلام ورجال

حضرت زینب بنت جحشؓ احادیث کی روایات بہت کم کیا کرتی تھیں۔کتب احادیث میں ان سے صرف گیارہ روایتیں منقول ہیں ان احادیث میں دو کو امام مسلمؒ اور بخاریؒ نے اپنی صحاح میں ذکر کیا ہے جب کہ راویوں میں ام حبیبہؓ، زینب بنت ابی سلمہؓ، محمد بن عبد اللہ بن جحشؓ، قاسمؒ بن محمد بن ابی بکرؓ کلثوم بنت طلق شامل ہیں۔

محمد بن عبد اللہ جحشؓ

آپ حضرت زینب بنت جحشؓ کے بھتیجے تھے۔آپؓ نے زینب بنت جحشؓ سے دو روایات کی ہیں اور یہ روایت مسند احمد میں موجود ہیں: حدثنا حماد بن خالد،قال : حدثنا عبد اللہ یعنی ابن عمر عن ابراہیم عن ابیہ عن زینب بنت جحش انھا کانت ترجل[19]۔۔ان کا تعلق اہل تسنن اعلام میں سے ہے اور اس سے اگلی روایت بھی آپ ہی سے مروی ہے[20]۔ابن حبان نے آپ کا شمار ثقات میں کیا ہے۔

کلثومؓ بنت طلق

---

[18]۔ کاظم جواد الساعدی، حیاۃ الامام علی بن الحسین، شبکۃ کتب الشیعہ، ۱۳۷۴ھ، ص ۳۲۸

Kazim Jawwad As saadi,Hyat al Imam Ali bin al Husain,(shabktu kutub al shiah,1374)p.327

[19]۔ احمد بن حنبل، مسند احمد، ح: ۲۶۸۵۲، ۳۳۳/۴۴

Ahmrd bin Hanbal,musnad Ahmed(hadees no.26852)333/44

[20]۔ایضاً، ح ۲۶۸۵۳، ۳۳۴/۴۴

Ibid,(hadees no.26583)334/44

کلثومؓ بنت طلق صحابیہ ہیں اور حضرت زینب بنت جحش کے رواۃ میں شامل ہیں۔ سلسلہ نسب اس طرح سے ہے، کلثوم بنت طلق بن زید بن امیہ بن کعب بن غنم بن سواد[21]۔ آپؓ کے بھائی عمرو بن طلق غزوہ بدر میں شریک رہے۔ آپؓ کا تعلق اہل تسنن اعلام میں سے تھا۔

قاسمؒ بن محمد بن ابی بکر (106ھ)

قاسم بن محمد مشہور تابعی، مفسر، محدث اور اور ابو بکرؓ کے پوتے تھے۔ آپ کا شمار مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ میں ہوتا ہے علم حدیث میں بھی آپ کا مقام و مرتبہ بہت بلند تھا ابن سعدؒ نے آپ کو کثیر الحدیث لکھا ہے[22]۔ آپ کی روایت زینبؓ بنت جحش سے مرسلاً ہے او تعلق اہل تسنن اعلام میں سے تھا۔

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا (23ھ)

حضرت سودہ بنت زمعہؓ سے پانچ احادیث مروی ہیں جن میں سے بخاری میں بھی ایک حدیث ہے۔ صحابہؓ میں ابن عباسؓ (68ھ)، ابن زبیرؓ (73ھ) اور یحیٰ بن عبد الرحمان نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ شیخ طوسیؒ (460ھ)، امام احمد بن حنبلؒ (241ھ)، ابن اثیرؒ (630ھ) اور دوسروں نے ان چار کو رواۃ میں شمار کیا ہے[23] حضرت سودہؓ نے آپ ﷺ سے روایات نقل کی ہیں ۔عبد اللہ بن عباسؓ اور یحیٰ بن عبد اللہ نے حضرت سودہؓ سے روایات نقل کی ہیں۔ بخاری، ابوداؤد اور امام نسائی نے آپؓ کی احادیث نقل کی ہیں[24]۔ آپؓ کی روایات بہت کم ہیں ان میں سے ایک روایت بخاری میں باقی مسند احمد بن حنبل میں مذکور ہیں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اخذ و استفادہ کرنے والے اہل تسنن اعلام ورجال (594ء-44ھ)

حضرت ام حبیبہؓ حضور اکرم ﷺ کی روایت حدیث میں بڑی دلچسپی رکھتی تھی اور صحابیات میں بہت بڑی محدثہ کے طور پر معروف تھیں۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں کی کثیر تعداد ہے جن میں آپؓ کی بیٹی حبیبہؓ، آپؓ کے بھائی امیر معاویہؓ (60ھ) ان کے علاوہ عبد اللہ بن عتبہ، ابو سفیان سعید بن ثقفی، سالم بن سوار، (غلام)، صفیہ بنت شیبہ، ابو الجراح زینب بنت ام سلمہؓ، عروہ بن زبیر، شہر بن حوشب اور ابو صالح السمان قابل ذکر ہیں۔ آپؓ کے تلامذہ میں حضرت انسؓ بن مالک، زینب بنت ابی سلمہؓ (73ھ)، صفیہ بنت شیبہ، ذکوان سالم بن شوال، محمد بن ابی سفیان، حبیبہ بنت عبید اللہ اور حضرت امیر معاویہؓ جیسے جلیل القدر لوگ شامل ہیں[25] آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ حضرت عائشہؓ نے بھی ایک روایت آپؓ سے نقل کی ہے: حدثنا محمد بن المثنی قال: حدثنا یحی عن ہشام قال: اخبرنی ابی عن عائشہ عن ام حبیبۃ و ام سلمۃ ذکرتا کنیسۃ رایتھا با لحبشۃ[26] آپؓ کے تمام رواۃ کا تفصیلی ذکر یہاں ممکن نہیں ہے اس لئے صرف نام پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا (604ء-45ھ) سے روایت کرنے والے اہل تسنن اعلام ورجال

---

[21] ابن اثیر، علی بن محمد، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ، دار ابن حزم، بیروت، ۱۴۳۳ھ، ۷/۷۱۷

Ibn Aseer,Ali bin Muhammad,Asad al Ghabah fi Marift al Sahabah,(Dar ibn hazam,Beirut,1433)717/7

[22] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱۳۹/۱ Ibn saad,Al Tabqat al kubra,139/1

[23] احمد بن حنبل، العلل و معرفۃ الرجال، دار الخانی، الریاض، ۱۴۲۲ھ، ص ۲۴۴

Ahmed bin Hanbal,Al ilal wa marifatu al rijal,(Dar al khani,al Riaz,1422)p.244

[24] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، تہذیب التہذیب، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۵ھ، ۴۲۶/۱۲

Ibn Hajar Asqalani,Ahmed bin Ali,Tahzib u tahzib,(Dar al kutub al Ilmiyah,Beirut,1425)426/12

[25] ایضاً، ۵۹۴/۲ Ibid.594/2

[26] بخاری، صحیح بخاری، (کتاب الصلاۃ، باب ھل تنبش قبور مشرک الجاھلیۃ، ح ۴۲۷

حضرت حفصہؓ سے ساٹھ روایات منقول ہیں ان میں سے چالیس احادیث مبارکہ براہ راست حضور اکرم ﷺ سے اور عمر فاروقؓ سے روایت کیں۔ان احادیث میں سے چار متفق علیہ، چھ صحیح مسلم اور باقی پچاس احادیث کی دیگر کتب میں ہیں، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ (۷۴ھ)، حمزہ بن عبداللہ بن زبیرؓ (۶۶ھ)، حارثہ بن وھب، صفیہ بنت ابو عبیدہ اور ام منشر انصاریہ وغیرہ آپؓ کے خاص تلامذہ اور اہل تسنن اعلام میں سے ہیں۔اس کے علاوہ ازواج مطہرات اور دیگر افراد اہل بیت ﷺ نے بھی آپؓ سے اخذ و استفادہ کیا ہے۔حضرت حفصہؓ نے حضور اکرم سے حج، نماز، نکاح اور روزہ سے متعلق احادیث نقل کی ہیں [27]۔سیدہ حفصہؓ کے بعض فقہی اجتہادات کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا(610ء-50ھ)سے روایت کرنے والے اہل تسنن اعلام ورجال

حضرت صفیہؓ سے چند احادیث مروی ہیں جن کو حضرت زین العابدین نے روایت کیا ہے، خود آپ کا تعلق بھی اہل بیت ﷺ سے ہے۔اسحاق بن عبد اللہ حارث، مسلم بن صفوان، کنانہ اور یزید بن متعب وغیرہ اہل تسنن اعلام نے روایت کیا ہے۔آپؓ اپنے زمانہ میں علم کا مرکز تھیں خواتین آپؓ سے مسائل دریافت کیا کرتی تھیں۔کتب حدیث میں آپؓ سے دس احادیث منقول ہیں [28] کچھ خاص افراد کے علاوہ دیگر افراد نے بھی آپؓ سے روایات لی ہیں جن میں آپؓ کے غلام کنانہ دوسرے غلام یزید بن متعب نے بھی آپؓ سے روایات لی ہیں۔

حضرت جویریہ بنت حارثؓ(608ء-56ھ)سے اخذ واستفادہ کرنے والے اہل تسنن رجال اعلام

ام المؤمنین حضرت جویریہؓ بنت حارث نے سے منقول احادیث کو بڑے محدثین جیسے امام ترمذیؒ، امام ابوداودؒ اور امام نسائیؒ اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔امام ذہبی آپؓ کے حالات میں لکھتے ہیں: حدث عنها ابن عباسؓ،و عبید بن السباق،و کریب،و مجاهد،وابو ایوب یحیٰ بن مالک الازدی و أخرون [29] ان جویریہ بنت حارث سے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، عبید بن سباقؒ، کریبؒ مولیٰ ابن عباس۔مجاھدؒ، ابوایوبؒ یحیٰ بن مالکؒ الازدی اور کچھ دوسرے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔ان کے علاوہ آپؓ کے بھتیجے حضرت طفیلؓ۔جابرؓ بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن شداد نے بھی آپؓ سے اخذ و استفادہ کیا ہے۔ان رواۃ کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

ابوایوب الھجری

ابوایوب الھجری حضرت جویریہؓ کے رواۃ میں سے ہیں۔آپؒ تابعین میں سے ہیں لیکن آپؒ کے حالات کا زیادہ ذکر نہیں ملتا۔ابو ایوب اہل تسنن رجال میں سے ہیں۔یہ ابن ابی شیبہؒ اور طحاویؒ کے رجال میں سے بھی ہیں، آپؒ کی روایت کردہ حدیث کو مسند احمد حنبل میں ذکر گیا ہے۔حدثنا وکیع،حدثنا شعبہ،عن قتادہ،عن ابی ایوب الھجری عن جویرہ ان رسول اللہ دخل علیٰ جویریہ فی یوم جمعہ [30] ۔۔ابوایوب الھجری نے حضرت جویریہؓ سے صرف ایک ہی حدیث کو روایت کیا ہے لیکن لقاء کس مقام پر ہوا،اس کی تعیین نہیں ہے۔

حضرت طفیلؓ

---

[27] ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، دار ابن کثیر، بیروت، ۱۴۳۱ھ، ۳۶۱/۱۵

Ibn Kaseer,Ismael bn Kaseer,AlbdayaT w al nihayah(Dar abn Kaseer,Beirut.1431)361/15

[28] الذھبی، محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۱۷ھ، ۲۰۶/۳

Al Zahbi,Muhammad bin Ahmed,siyar alam al nblaa,(mussasa tu al rsalah,Beirut,1417,206/3

[29] ایضاً، ۲۶۳/۲ Ibid.263/2

[30] بخاری، صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم الجمعۃ، رقم الحدیث: ۱۹۸۶، ۳۵۸/۱

Bukhari,Sahih bukhari,kitab al saum,bab saum al jumuate(hadees no.1986)358/1

حضرت طفیلؒ جویریہؓ کے بھتیجے ہیں۔ آپؒ کے دو بھائی بھی غزوہ بنو مصطلق کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے تھے جن کے نام عمر اور عبداللہ تھے۔ حضرت طفیلؒ نے آپ سے ایک حدیث کو روایت کیا ہے جس کو مسند احمد حنبل میں ذکر کیا گیا ہے۔ حدثنا حجاج،حدثنا شریک عن جابر،عن خالتہ ام عثمان،عن الطفیل ابی اخی جویریہ عن جویرۃ قالت: قال رسول اللہﷺ من لبس ثوب جریر[31]۔ حضرت طفیلؒ نے جویریہؓ سے صرف ایک حدیث کو روایت کیا ہے اور یہ آپؓ کے اہل تسنن اعلام میں سے ہیں۔

ابو ایوب یحیٰ بن مالک الازدی(80ھ)

یحیٰ بن مالک کی کنیت ابو ایوب تھی لیکن ابو ایوب الازدی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ تابعی تھے اور بصرہ کے علاقے المراغہ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے حضرت جویریہؓ بنت حارث سے حدیث کا سماع کیا ہے، حدثنا ھمام،حدثنا،عن قتادہ،عن ابی ایوب،عن جویریہ بنت الحارث ان النبیؐ دخل علیھا یوم الجمعۃ[32]۔ یہ حدیث دوسری کتب میں بھی موجود ہے۔ یحیٰ بن مالک المراغی نے ان کے علاوہ دوسرے اصحاب جیسے سمرۃ بن جندبؓ، عبدالرحمٰن بن صخرؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اور حضرت علیؓ سے بھی روایات حدیث کی ہیں۔ زیادہ تر علماء جرح وتعدیل نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے، آپ جویریہؓ کے اہل تسنن اعلام میں سے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ

آپؓ صحابی رسول ہیں اور کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپؓ نے جویریہؓ سے ایک حدیث کو روایت کیا ہے،حدثنا روح،حدثنا شعبہ عن محمد بن عبد الرحمان مولی ابی طلحہ قال: سمعت کریبا مولی ابن عباسؓ یحدث ابن عباس عن جویریۃ بنت الحارث۔قالت: اتیٰ علیّ غدوۃً وانا اسبح[33] حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا شمار اہل تسنن اعلام میں ہوتا ہے جنہوں حضرت جویریہؓ سے اخذ واستفادہ کیا۔

عبید بن سباقؒ(81ھ)

عبید بن سباق کی کنیت ابو سعید تھی اور قبیلہ بنو ثقیف سے تعلق تھا۔ آپ مشہور محدث سفیان بن عیینہؒ کے استاد بھی تھے۔ صحابہ کرام میں حضرت زید بن ثابتؓ، سہیلؓ بن حنیف، عبداللہ بن عباسؓ اور ام المؤمنین حضرت جویریہؓ بنت حارث سے اخذ واستفادہ کیا ہے۔ ائمہ جرح وتعدیل نے آپ کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ ابن حبان اور ابن حجر عسقلانیؒ نے آپ کو ثقہ لکھا ہے[34] عبید بن سباق حضرت جویریہؓ سے اخذ و استفادہ کرنے والے اہل تسنن رجال میں سے تھے۔

مجاہد بن جبیرؒ(103ھ)

مشہور تابعی مجاھد بن جبیرؒ بھی حضرت جویریہؓ کے رجال میں شامل ہیں، علم حدیث کے حوالہ سے بھی ان کا مقام بہت بلند تھا۔ امام ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ وہ علم کا ظرف تھے۔[35] مجاہد نے اکابر صحابہ کرام حضرت علیؓ، ابن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، ابو ھریرہؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، عائشہؓ اور حضرت جویریہؓ سے اخذ واستفادہ کیا۔ آپ کے تلامذہ کی بھی ایک کثیر تعداد ہے۔ مجاہدؒ حضرت جویریہؓ کے اہل تسنن اعلام میں سے تھے۔

عبداللہ بن شدادؒ

---

[31] احمد بن حنبل، المسند، رقم الحدیث: ۲۶۷۵۷، ۳۳۹/۴۴

Ahmed bin Hanbal,Musnad Ahmed,(hadees no.26757)339/44

[32] ایضاً، رقم الحدیث: ۲۶۷۵۶، ۳۳۸/۴۴

ibid, Al Musnad, Hadith:26756,338/44

[33] ۔ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، باب التسبیح اول النھار وعند الیوم، رقم الحدیث: ۲۷۲۶

Muslim bin Hujjāj, Al Jāme Al Sahīh, Chapter al tasbīh awal al nahari wa inda yaum, Hsdees:2726

[34] المزی، یوسف بن عبد الرحمٰن، تہذیب الکمال، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۳ھ، ۲۰/۱۹۔

Al Muzi,Yousaf bin Abdur rehman, Tahzib ul Kamal,(Muassasa al Risalah,Beirut,1403)20/19

[35] الذھبی، تذکرۃ الحفاظ، ۸/۱

Al Zahbi,Tazkiratu al Hufaz,1/8

ابو الولید عبداللہ بن ولید بن شداد بن ھاد بن اسامہ کوفہ کے رہنے والے تھے۔آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے ہیں۔آپ کی والدہ سلمیٰ بن عمیس اسماء بنت عمیسؓ کی بہن تھیں۔علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں: و کانت سلمی تحت حمزة،فلمّا استشهد،تزوجها شداد فولدت له عبدالله فی زمن النبیﷺ[36]۔آپ نے صحابہ کرام میں اپنے والد حضرت شدادؓ، معاذ بن جبلؓ، علیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عائشہؓ، ام سلمہؓ اور جویریہؓ بنت حارث سے اخذ و استفادہ کیا ہے۔نسب کے اعتبار سے آپ کا تعلق اہل تسنن اعلام میں سے ہے۔

حضرت عائشہؓ سے اخذ و استفادہ کرنے والے اہل تسنن رجال اعلام

حضرت عائشہؓ کا حجرہ مبارک جو کہ آپ کا علمی مسند بھی تھا نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں بھی ایک اطیب مقام تھا جہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوتے تھے پھر آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی آپؓ کا حجرہ علمی مسند بنا رہا۔ہر سال موسم حج میں جب ام المؤمنین حج کے لئے مکہ روانہ ہوتیں تو آپؓ کی قیام گاہ لاکھوں لوگوں کے قلوب کا مرکز ہوتی تھی۔صحابہ کرام اور تابعین کی ایک بڑی تعداد نے سیدہ عائشہؓ کی شاگردی اختیار کی۔حضرت عائشہؓ کی مرویات کی تعداد 2210 ہے[37]۔یہ تمام روایات مسند عائشہؓ کے نام سے موسوم ہیں آپؓ سے اخذ و استفادہ کرنے والوں کی ایک کثیر تعداد تھی جن میں اجلہ صحابہ کرام اور تابعین شامل ہیں۔ان افراد کا تعلق افراد اہل بیت ﷺ سے بھی تھا اور دیگر افراد سے بھی تھا۔ان تمام افراد کا مفصل جائزہ پیش کرنا ممکن نہیں تاہم ان کا اجمالی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

حدیث میں صحابہ کرام کا اخذ و استفادہ

علم حدیث میں صحابہ کرام کی بہت بڑی تعداد نے آپؓ سے روایت حدیث کی ہے ان میں خلفائے راشدین، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ(44ھ)، سیدنا ابو ہریرہؓ(59ھ)، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، عمرو بن العاصؓ(43ھ)، زید بن خالدؓ بن جہنی(78ھ)، سیدنا ربیعہؓ بن عمرو الجرشی، سائبؓ بن یزید(91ھ)، حارث بن عبداللہؓ، جابر بن عبداللہؓ اور اسی طرح غلاموں میں ابو یونسؓ، ذکوانؓ، ابو سید نا عمرو، ابن فرخ، ابو مدلہ مولیٰ عائشہؓ[38]، ابو لبابہ بن مروانؒ، ابو یحیٰؒ اور ابو یوسف قابل ذکر ہیں۔غلاموں میں ذکوان اور ابو یونس زیادہ مشہور ہوے۔

تابعین

تابعین میں اس عہد کے علماء نے حضرت عائشہؓ سے اخذ و استفادہ کیا جن کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ان میں ابراہیمؒ بن یزید التیمی، ابراہیمؒ بن یزید النخعی(96ھ) (مرسلاً)، سعیدؒ بن مسیب(94ھ)، طاوسؒ(106ھ)، عکرمہؒ، علقمہؒ(106ھ)، مجاھدؒ(103ھ)، سلیمانؒ بن یسار(107ھ)، الشعبیؒ (109ھ)، عطاء بن ابی رباحؒ(114ھ)، عطاؒ ابن یسار، علقمہؒ بن وقاصؒ، ابن سیرینؒ(110ھ)، مسروقؒ (63ھ)، مکحولؒ(112ھ)، نافع ابن عطاءؒ، یعلیٰؒ بن عقبہؒ، نافع بن جبیرؒ اور عوسی بن طلحہؒ زیادہ مشہور ہیں[39]۔

---

[36] الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ج۳، ص۴۸۸

Al Zahbi,Siyar e Alam al nabla,488/3

[37] المقريزي، أحمد بن علي بن عبد القادر، إمتاع الأسماع بما للنبي من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع، دار الكتب العلمية، بيروت؛ الطبعة: الأولى، 1420 ھ، ج۲، ص۴۳

Al Maqrezi,Ahmed bin Ali bin Abdul qadir,Imta al asma bima linnabi min al Ahwal wa Alamwal wa alHafdate wa almatae,(Dar al kutub al Ilmiyah1420)43/2

[38] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، کتاب الدعوات، ح۔۳۵۹۸

Tirmazi,Muhammad bin Isa,Jamu al tirmazi, Kitab al sawat(hadees no.3598)

[39] الذھبی، سیر اعلام النبلاء۔ج۲، ص۱۳۶

خاندان کے افراد

صحابہ کرام اور تابعین کے علاوہ آپؓ کے خاندان کے افراد نے بھی آپؓ سے روایات حدیث کی ہیں جن میں امّ کلثوم بنت ابی بکر (660ء)، آپؓ کی بہن، عوف بن حارث (2ھ) رضاعی بھائی، قاسم بن محمد بھتیجے، عبداللہ بن محمد بھتیجے، حفصہ بنت عبدالرحمٰن اور اسماء بنت عبدالرحمٰن بھتیجیاں، عبداللہ بن عتیق بن محمد، عبداللہ بن زبیرؓ، قاسم بن زبیر، عائشہ بنت طلحہ بھانجی، عباد بن حبیب، عبادہ بن حمزہ اور ان کے علاوہ اور بہت سے خاندان کے افراد آپؓ کی آغوش تربیت میں رہے[40]۔ آپؓ سے روایت کرنے والے یہ تمام افراد اہل تسنن رجال اعلام میں سے ہیں۔

خواتین رجال اعلام

خواتین کی بھی ایک کثیر تعداد نے حضرت عائشہؓ سے روایات کی ہیں جن میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں: اسماء بنت عبد الرحمٰن، خیرہؒ حسن بصری کی ماں، بریرہؓ مولاۃ عائشہؓ، رمیثہ، حفصہؒ بنت عبدالرحمٰن، سمعیہ البصریہؒ، صفیہؒ بنت الحارث، عمرۃ بنت بنت قیس، میمونہ بنت عبدالرحمٰن، ام درداء (30ھ)، ام سعیدہ اور عمرۃ بنت عبدالرحمٰن (98ھ) قابل ذکر ہیں. عمرۃ بنت عبدالرحمٰن خواتین میں حضرت عائشہؓ کی تعلیم و تربیت کی سب سے بہترین مثال ہیں۔ حضرت عائشہؓ کے علم کا بہت بڑا حصہ آپ ہی کے ذریعے آگے پھیلا۔ امام زہریؒ کہتے ہیں کہ جب میں ان کے پاس پہنچا تو ان کو اتھاہ سمندر پایا[41]۔ علم حدیث کے حوالہ سے ان تمام رواۃ کا تعلق اہل تسنن رجال میں سے ہے۔

شعر و ادب

حضرت عائشہؓ کو اشعار اور ادب سے بہت لگاؤ تھا۔ آپؓ شاعرانہ ذوق رکھنے والی خاتون تھیں کیونکہ عربوں کے اندر شاعری کی اہمیت تمام علوم و فنون سے مقدم تھی۔ یہ فن آپؓ نے آغوش پدری میں ہی سیکھ لیا تھا۔ آپؓ اس عہد میں پیدا ہوئی تھی کہ ان کے والد عرب میں شعر و سخن کے جوہری تھے[42]۔ احادیث کی کتابوں میں سیدہ عائشہؓ کی زبانی بہت سے اشعار مروی ہیں لیکن زیادہ تر اشعار کو آپؓ نے محض نقل کیا ہے۔ عائشہؓ کے ذوق شاعری اور سخن فہمی کو دیکھ کر شعراء اپنا کلام آپؓ کو سنایا کرتے تھے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ (60ھ) جو انصار میں شاعری کے استاد تھے وہ آپؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اشعار سناتے تھے[43]۔ ان کے علاوہ دربار نبوت کے دوسرے شاعر حضرت کعب بن مالک (50ھ) اور عبداللہ بن رواحہؓ (8ھ) کے نام بھی اس سلسلہ میں لیتی تھیں۔

فقہ و اجتہاد

حضرت عائشہؓ نے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد اپنے والد ہی کی زندگی مین مرجعیت عام اور منصب افتاء حاصل کر لیا تھا اور آخری زمانہ تک خلفائے راشدین کے زمانوں میں بھی وہ ہمیشہ اس منصب افتاء پر فائز رہیں۔ سیدنا قاسمؒ جو کہ مدینہ کے سات بڑے فقیہہ میں

Al Zahbi,Siyar e Alam al nabla,136/2

[40] سید سلیمان ندوی، سیرت عائشہ، دار البلاغ، ۲۰۱۰، لاہور، ص ۲۵۸

Syed Suleman Nadwi,Seerat e Aisha,(Dar al Balagh,2010)p.258

[41] الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۹۹

Al Zahbi,Tazkiratu al Hufaz,1/99

[42] طبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج ۳، ص ۱۵

Tibri,Muhammad bin Jarir,Tarikh al umami wa almaluk,(Dar al kutub al Ilmiyah.Beirut)15/3

[43] بخاری، صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب الافک، ح ۴۱۴۱، ج ۲ ص ۲۹

Bukhari,Sahih bukhari,kitab al Maghazi,bab ul Ifki,(hadees no.414)29/2

حضرت عائشہؓ 44 شمار ہوتے ہیں فرماتے ہیں:كانت عائشة قد استقلت با الفتوىٰ فى خلافته ابى بكر،وعمر،وعثمان و هلم جراً الى ماتت رحمها الله
حضرت عائشہؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد خلافت ہی سے مستقل طور پر افتاء کا منصب حاصل کر چکی تھی۔ حضرت عمرؓ اور عثمانؓ اور ان کے بعد آخری زندگی تک وہ برابر فتویٰ دیتی رہیں، اجلہ صحابہ کرام مشکل امور میں آپؓ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ جو فقہ واجتہاد میں سیدہ عائشہؓ کے برابر تھے وہ بھی بعض مسائل میں آپؓ سے پوچھ کر تسلی کر لیتے تھے45 حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ علماء صحابہ میں داخل ہیں وہ بھی آپؓ کی ذات سے بے نیاز نہ تھے46۔ یہ عائشہؓ کی فقہی بصیرت تھی کہ اجلہ صحابہ کرام افتاء میں آپؓ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے اور آپؓ کے حلقہ تلمذ میں شامل رہے۔

حضرت ام سلمہؓ سے اخذ واستفادہ کرنے والے اہل تسنن رجال اعلام

حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہونے والی روایات کی کل تعداد تین سو اٹھتر ہے۔ حضرت ام سلمہؓ کا حلقہ درس کافی وسیع تھا اور مختلف صحابہ کرام اور تابعین کرام آپؓ سے مختلف فیہ مسائل پر فتاویٰ لیا کرتے تھے۔ ابن قیمؒ ام سلمہؓ کے بارے میں لکھتے ہیں: ''فهؤلاء ثلاثة عشر يمكن ان يجمع من فتيا كل واحدمنهم جزء صغيراًجداً''47 حضرت ام سلمہؓ کا شمار ان تیرہ متوسطین فقہاء میں ہوتا ہے اگر ان کے فتاویٰ کو اکٹھا کیا جائے تو ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ آپؓ نے خود ابو سلمہؓ اور فاطمہؓ بنت محمد سے احادیث روایت کی ہیں جب کہ آپؓ سے روایت کرنے والوں کی ایک کثیر تعداد ہے جس میں افراد اہل بیت ﷺ اور دیگر صحابہ کرام و تابعین شامل ہیں۔ ان کے صرف نام ذکر کرنے پر اکتفاء کیا جائے گا۔

عمر بن ابی سلمہؓ (83ھ)

عمر بن ابی سلمہؓ حضرت ام سلمہؓ کے بیٹے تھے۔ آپؓ کی ولادت دو ہجری میں حبشہ میں ہوئی اور 83ھ میں وفات ہوئی۔ آپؓ نے اپنی والدہ حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی ہے اوور آپ سے بھی تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔ آپ کا تعلق صغار صحابہ کرام سے تھا اسی طرح آپ بحرین اور فارس پر عامل بھی مقرر ہوے48۔

زینب بنت ابی سلمہؓ (73ھ)

زینب حضرت ام سلمہؓ کی بیٹی ہیں جو ابو سلمہؓ سے پیدا ہوئیں سلسلہ نسب کچھ اس طرح سے ہے، زینب بنت ابی سلمہؓ عبداللہ بن عبدالاسد بن بلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اپنی والدہ ام سلمہؓ کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی آغوش میں رہیں۔ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں: و كانت من افقه نساء زمانها49۔ وہ اپنے عصر کی فقیہ خاتون تھی۔

44ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج۲، ص۲۸۶
Ibn saad,Muhammad bin Saad,al tabqat al kubra,286/2

45مسلم، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب حکم الضفائر المغتسلہ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ح۷۴۷، ج۱، ص۱۸۴
Muslim,Muslim bin al Hajaj,Sahih Muslim,Kitabu al Haiz,babu Hukmu alZfaeir al muGhtasilah,(maktabah rahmanyah,Lahore,747)184/1

46مسلم، صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب نسخ الماء من الماء، ح۳۴
Muslim, Al Jāme Al Sahīh, Book: al Haiz, Hadith: 34

47ابن القیم، محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین عن رب العٰلمین، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۱ھ، ج۱، ص۱۰
Ibn al Qayyam,Muhammad bin abi Bakr.Ilamul al muwaqeen an Rab al Alameen,(Dar al kutub al Ilmiyah,Beirut,1411)10/1

48المزی، یوسف بن عبد الرحمٰن، تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف، دار الغرب الاسلامی، بیروت، ۱۹۹۹ء، ۱۳/۳،۴
Al Muzi,Yousaf bin Abdur rehman, Tuhfah al Ashrāf, Beirut, Dār al Gharb al Islami, 1999)3,4/13

الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۴۰۷/۳
Al Zahbi,Siyar e Alam al nabla,407/3

نبہان

نبہان القرشی المخزومی حضرت ام سلمہؓ کے غلام تھے جنہیں آپ نے مکاتب بنایا تھا۔ آپؒ نے سیدہ ام سلمہؓ سے اخذ واستفادہ کیا ہے۔ اسی طرح آپؒ سے امام زہریؒ نے روایات کی ہے۔ ابن حبان نے آپؒ کو ثقات میں شمار کیا ہے[50]۔

عبداللہ بن سہل بن رافعؓ (101ھ)

آپؓ کا مکمل نام عبداللہ بن سہل بن رافع بن سوید الانصاری الظفری تھا۔ عبداللہ بن رافعؓ غزوہ بدر واحد میں شریک رہے اور غزوہ خندق میں شہید ہوے[51]۔ آپؓ نے حضرت ام سلمہؓ سے اخذ واستفادہ کیا اور اہل تسنن اعلام میں سے تھے۔

حضرت سفینہؓ (70ھ)

آپؓ حضرت ام سلمہؓ کے غلام تھے ابو عبدالرحمٰن سفینہ مکمل نام تھا۔ آپؓ نے ان کو آزاد کیا نام مہران یا رومان بھی بتایا جاتا ہے۔ حضرت ام سلمہؓ کے علاوہ حضرت علیؓ سے بھی روایات کی ہیں جب کہ آپؓ کی روایات کی کل تعداد 14 ہے[52]۔

خیرۃ:

خیرۃ ام سلمہؓ کی باندی تھی اور امام حسن بصریؒ کی والدہ ہیں۔ آپ نے حضرت ام سلمہؓ کے علاوہ عائشہؓ سے بھی روایت حدیث کی ہے[53]۔

صفیہ بنت شیبہؓ (20ھ)

صفیہؓ فقیہہ اور عالمہ تھی اور صحابیات میں سے ہیں۔ سلسلہ نسب اس طرح سے ہے، صفیہ بنت شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزّیٰ بن عبدالدار بن قصیٰ بن کلاب۔ آپؓ نے حضور اکرم ﷺ، ام سلمہؓ اور عائشہؓ سے روایت حدیث کی ہے[54]۔ آپؓ کی روایات کو امام ابوداود اور امام نسائی نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔

قبیصہ بن ذؤیب (86ھ)

ابو سعید لخزاعی مدنی قبیصہ بن ذؤیب امام کبیر اور بڑے فقیہ تھے۔ آپ نے کبار صحابہ کرام سے روایت حدیث کی ہے۔ آپؒ 8ھ میں فتح مکہ کے سال پیدا ہوے۔ محدثین کی ایک بڑی جماعت نے بھی آپ سے روایت حدیث کی ہے۔[55]

عبدالرحمٰن بن الحارث بن ھشام (43ھ)

آپ مشہور تابعی ہیں اور تعلق قبیلہ بنو مخزوم سے تھا۔ سلسلہ نسب اس طرح سے ہے، عبدالرحمٰن بن الحارث بن ھشام بن المغیرۃ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ آپ ﷺ کے وصال کے وقت عمر 10 سال تھی اور امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں فوت ہوے۔ آپ نے ام سلمہؓ کے علاوہ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور اپنے والد سے بھی روایت حدیث کی ہے[56]۔

---

[49] ابن حجر عسقلانی، الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ۳/۳۶۰
Ibn Hajar Asqalani,Al Isabah fi Tmyiz al Sahabah,320/3

[50] المزی، تہذیب الکمال، ج۳، ص ۴۰۶
Al Muzi, Tahzib ul Kamal,406/3

[51] قاضی سلیمان منصور پوری، اصحاب بدر، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، ۲۰۰۰ء ص ۱۳۵
Qazi Suleman puri,Ashab e badr,(maktabah qudusia,Lahore,2000)p.135

[52] المزی، تہذیب الکمال، ج۲، ص ۱۶۲
Al Muzi, Tahzib ul Kamal,162/2

[53] ایضاً، ج۳، ص ۱۶۸۲
Ibid.1682/3

[54] الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ج۳، ص ۵۰۷
Al Zahbi,Siyar e Alam al nabla,507/3

[55] ایضاً، ج۴، ص ۲۸۲
Ibid.282/4

حضرت اسامہ بن زیدؓ (52ھ)

حضرت اسامہ بن زیدؓ مشہور صحابی رسول ہیں۔ آپؓ محبوب خدا حضرت زید بن حارثہؓ کے بیٹے تھے۔ آپ کا انتقال امیر معاویہؓ کے دور خلافت کے آخر میں ہوا[57]۔ حضرت ام سلمہؓ کے علاوہ آپؓ نے دوسرے اجلہ صحابہ کرام سے بھی روایت کیا ہے۔

اسود بن یزید (75ھ)

اسود بن زید کبار تابعین میں سے ہیں۔ ابو عمر الکوفی علمی مقام ومرتبہ کے لحاظ سے کوفہ کے ممتاز علماء میں سے تھے۔ سلسلہ نسب اس طرح سے ہے، اسود بن یزید بن قیس بن عبداللہ بن بن مالک بن علقمہ بن سلامان بن کہیل بن بکر بن عوف بن نخع نخعی۔ آپ کو بڑے بڑے صحابہ کرام سے استفادہ کا موقع ملا لیکن حضرت عمرؓ کے ساتھ زیادہ رہتے تھے[58]۔ آپ نے حضرت ام سلمہؓ سے بھی اخذ واستفادہ کیا ہے۔

ابو عثمان النہدی (100ھ)

ابو عثمان النہدیؒ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے۔ سلسلہ نسب اس طرح سے ہے، عبدالرحمٰن بن مل بن رمرو بن عدی بن وہب بن ربیعہ بن سعد بن خزیمہ بن کعب بن رفاعہ بن مالک بن نہد ابن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الھاف بن قضاعہ۔ آپ نے اسلام اور جاہلیت دونوں کا زمانہ پایا اور اسلام بھی قبول کر لیا تھا لیکن آپ ﷺ کی زیارت سے محروم رہے۔ صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت بشمول حضرت ام سلمہؓ سے حدیث کی روایت کی ہے[59]۔ آپ نے 100ھ میں وفات پائی۔

سعید بن المسیب (94ھ)

سید التابعین سعید بن المسیب بھی حضرت ام سلمہؓ کے رجال میں سے ہیں اور آپؓ سے حدیث کو روایت کیا ہے۔[60]

ابو سلمہ

ابو سلمہؒ تابعین میں سے ہیں اور آپ کا نام عوف بن عبداللہ تھا۔ حضرت ام سلمہؓ کے علاوہ عثمانؓ، علیؓ اور عائشہؓ سے بھی اخذ واستفادہ کیا ہے۔

حضرت علیؓ سے اخذ واستفادہ کرنے والے اہل تسنن اعلام ورجال

حضرت علیؓ کی مرویات کی کل تعداد 586 ہے جن میں سے 20 احادیث متفق علیہ ہیں کثرت روایت کی سب سے بڑی وجہ آپؓ کا شب وروز حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ہونا تھا آپؓ حضور اکرم کی سنتوں کو دل وجان سے اپناتے تھے۔ حضرت علیؓ کو قرآنی علوم سے ایک خاص شغف تھا یہاں تک کہ قرآن پاک کو پڑھنے میں دشواری سے بچنے کے لیے علم اعراب یعنی عربی زبان کے قواعد وضوابط کی طرف آپؓ نے سب سے پہلے توجہ دی اور علم النحو کی بنیاد ڈالی اور اپنے خاص شاگرد ابو الاسود الدؤلیؒ کو اس کی تعلیم دی[61]۔ ان کا اصل نام ظالم بن عمرو بن

---

[56] الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۶۸۴/۳ — Al Zahbi,Siyar e Alam al nabla,684/3

[57] ابن حجر عسقلانی، الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ۳۱/۱ — Ibn Hajar Asqalani,Al Isabah fi Tmyiz al Sahabah,31/1

[58] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۴۸/۶ — Ibn saad, Al Tabqāt Al Kubrā.48/6

[59] الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۱۷۵/۴ — Al Zahbi,Siyar e Alam al nabla.175/4

[60] ایضاً، ج۴، ص۲۱۸ — Ibid.217/4

[61] ابن ندیم، محمد بن اسحاق، الفہرست، دار المعرفۃ، بیروت، س۔ن، ص ۴۵

Ibn Nadeem,Muhammad bin Ishaq,al fahrist,(Dar al marifa,Beirut)p.45

سفیان تھا والدہ کا تعلق بنی عبدالدار کی شاخ سے تھا[62]۔ آپؓ حضرت علیؓ کے سامنے اشعار بھی بیان کرتے تھے اور حدیث بھی نقل کی ہے۔ آپؒ کا تعلق اہل تسنن اعلام میں سے تھا اسی طرح آپؒ حضرت حسینؓ کے رواۃ میں سے بھی ہیں اور حدیث بیان کرنے میں آپ کو ثقہ میں شمار کیا گیا ہے۔ حضرت علیؓ سے جتنی بھی مرویات احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں ان کے رواۃ کا تعلق افراد اہل بیت ﷺ سے بھی ہے اور دیگر صحابہ کرام و تابعین سے بھی ہے۔ آپؓ کی یہ روایت اہل تسنن اور اہل تشیع دونوں مکتبہ فکر کے مصادر میں موجود ہیں

کتب رجال میں حضرت علیؓ کے شاگرد راویوں میں اصحاب میں سے 66 اور تابعین میں سے 180 کا تذکرہ ملتا ہے. امام طوسیؒ نے بھی ان سب رواۃ کا ذکر کیا ہے[63] اور اسی طرح علامہ ابن حجر عسقلانیؒ (852ھ) نے بھی ان رواۃ افراد اہل بیت ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین کے نام الگ الگ ذکر کیے ہیں[64]

صحابہ کرامؓ

عام طور پر صحابہ کرامؓ میں سے جنہوں نے آپؓ سے روایت حدیث کی ہے ان میں عبداللہؓ بن مسعود (32ھ)، براء بن عازبؓ (72ھ)، ابو ھریرہؓ (59ھ)، ابوسعید خدریؓ (64ھ)، زید بن ارقمؓ (68ھ)، صہیب رومیؓ (38ھ)، عبداللہؓ بن عباس، عبداللہؓ بن عمر، عبداللہؓ بن زبیر، عمرؓ بن حریث، جابرؓ بن سمرہ (74ھ)، جابرؓ بن عبداللہؓ، ابو جحیفہؓ (74ھ)، ابوامامہؓ (86ھ)، ابولیلی انصاریؓ، ابوموسیٰؓ، مسعودؓ بن الحکم الزرقی (90ھ)، ابوالطفیل عامر بن واثلہؓ (110ھ) وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ یہ تمام اجلہ صحابہ کرام حضرت علیؓ کے رواۃ میں شامل ہیں۔ ان کی روایات حدیث کی مختلف کتابوں میں مذکور ہیں تمام صحابہ کرام کا تعلق اہل تسنن اعلام ور جال سے ہے۔

تابعین

صحابہ کرام کی طرح ایک کثیر تعداد تابعین کی بھی ہے جنہوں نے حضرت علیؓ سے روایت حدیث کی ہے۔ ان میں سے مشہور تابعین زید بن وھبؒ، ابوالاسود الدؤلیؒ (69ھ) ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، حارث بن سویدؒ، حارث بن عبداللہ الاعورؒ (65ھ)، حرملہؒ مولیٰ اسامہ بن زیدؓ، ابوساسان حضین بن المنذرؒ (97ھ)، شریح بن ھانیؒ، شریح بن نعمان الصائدیؒ، ابووائل شقیق بن سلمہؒ (86ھ)، سوید بن غفلہؒ، عاصم بن ضمرہ السلولیؒ[65]، عامر بن شراحیل الشعبی یہ حضرت امام حسنؓ کے رواۃ میں بھی شامل ہیں، عبداللہ بن شقیقؒ، عبدالرحمان بن ابی لیلیٰؒ، علقمہ بن قیس النخعیؒ (83ھ)، اور مروان بن الحکم[66] شامل ہیں۔ یہ تمام اجلہ تابعین میں سے ہیں اور حضرت علیؓ کے حلقہ تلمذ میں رہے۔ ان کا تعلق اہل تسنن اعلام ور جال سے ہے اس طویل فہرست میں شامل تابعین اپنے وقت کے بڑے محدثین میں شمار ہوتے تھے، جن سے بعد میں دوسرے محدثین نے بھی روایات آگے نقل کی ہیں۔

---

[62] بلاذری، احمد بن یحیٰی، انساب الاشراف، ج۲، ص۳۵۷

Balazri,Ahmed bin Yahya,Ansab al Ashraf.357/2

[63] دیکھیے: الطوسی، محمد بن الحسن، رجال الطوسی، مؤسسۃ النشر الاسلامی، ایران، ۱۴۳۰ھ ص۵۸۔۔۸۹

Al Tusi,Muhammad bin al Hasan,Rijal al tusi,(Mu assasaty al Nashr al Islami,iran,1430)p.58..89

[64] ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج۴، ص۶۱۰

Ibn Hajar Asqalani,tehzib al tehzib.610/4

[65] ابن اثیر، علی بن محمد الجزری، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، دار الفکر، ج۳، ص۹۱

Ibn Aseer,Ali bin Muhammad al Jazri,asad ul Ghabah fi Maarifatu al SaHabah,(dar al fikr)91/3

[66] البغدادی، احمد بن علی، تاریخ بغداد، دار الغرب الاسلامی، بیروت، ۱۴۲۲ھ، ج۱، ص۱۳۳

Al Baghdadi,Ahmed bin ali,Tarikh e Baghdad,(dar al Gharb al Islami,Beirut,1422)133/1

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اخذ واستفادہ کرنے والے اہل تسنن رجال اعلام

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بہت کم احادیث مروی ہیں جس کی وجہ رحلت نبوی ﷺ کے بعد آپؓ نے بہت کم وقت پایا اور دوسری وجہ دوسرے صحابہ کرام کی طرح احتیاط تھا۔ آپؓ کی کچھ روایات کتابوں میں محفوظ نہ رہ سکیں۔ حافظ ابن حزمؒ اندلسی اور حافظ ذہبیؒ نے حضرت فاطمہؓ کی مرویات کی تعداد اٹھارہ ذکر کی ہے چنانچہ ابن حزمؒ لکھتے ہیں:

اصحاب الثمانية عشر عنهم تميم الدارى، خالد بن وليد، عمرو بن حريث، عبدالله بن حوالة الازرى، اسيد بن حضير، فاطمة بنت رسول[67]

"وہ صحابہ کرام جن ست اٹھارہ روایات مروی ہیں تمیم داری، خالد بن ولیدؓ، عمرو بن حریثؓ، عبداللہ بن حوالہ الازریؓ، اسید بن حضیر 5، فاطمہؓ بنت رسول اللہ ہیں۔"

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مرویات کی تعداد دوسرے اصحاب نے بھی اٹھارہ بتائی ہے۔ آپؓ کی ان روایات کو امام احمد بن حنبل نے مسند امام احمد بن حنبل میں ذکر کیا ہے۔ آپؓ سے روایات لینے والے اصحاب کا تعلق افراد اہل بیت ﷺ اور دیگر سے ہے جن کا یہاں اختصار کے ساتھ ساتھ ذکر کیا جائے گا

عمر بن امیہ ضمریؓ (60ھ)

حضرت عمرؓ بن امیہ مشہور صحابی رسول ہیں آپؓ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے، عمرو بن امیه بن خویلد بن عبدالله ابن ایاس بن عبید بن ناشره بن کعب بن جدی بن حمزه بن عبد مناة[68]. عمرو بن امیہ سے خود بھی 120 احادیث مروی ہیں۔ آپؓ نے حضرت فاطمہؓ سے حدیث کو روایت کیا ہے، حدثنا محمد يعني ابن راشد قال حدثني جعفر بن عمرو بن اميه قال : دخلت فاطمه على ابى بكر[69] . یہ حدیث مرفوع ہے اور صحیح ہے۔ عمروؓ بن امیہ نے آپؓ سے صرف ایک حدیث کو روایت کیا ہے۔

ابن ابی ملیکہؒ (117ھ)

ابن ابی ملیکہؒ تابعین میں سے ہیں مکمل نام ابو بکر عبداللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ تھا۔ آپؒ نے حضرت فاطمہؓ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام سے بھی حدیث کی روایت کی ہے۔ مسند امام احمد بن حنبل نے آپ کی روایت کو ذکر کیا ہے حدیث کی سند اس طرح سے ہے، حدثنا ابو داؤد طيالسى، حدثنا زمعه عن ابى مليكه قال : كانت تنصر الحسن[70] یہ روایت حدیث کی دوسری کتابوں میں بھی مذکور ہے۔ ابن ابی ملیکہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے دور خلافت میں طائف کے قاضی تھے مختلف صحابہ کرام سے روایت حدیث کی ہیں۔

---

[67] ابن حزم، علی بن احمد، الصحابۃ الرواہ وما لکل واحد من العدد، مکتبۃ القرآن للطبع والنشر والتوزیع، قاہرہ، ص ۴۲

Ibn Hazam,Ali bin Ahmed,Al Sahabat al riwahu wa Ma likuli wahid min al adad,(Maktabat al Quran li tabe wa al nashr e wa altwzie,Qahira)p.42

[68] ابن حجر عسقلانی، الاستیعاب، ج ۲، ص ۴۴۳

Ibn Hajar Asqalani,Al istiab fi Marifat al ashab,443/2

[69] احمد بن حنبل، مسند احمد، ح ۲۶۴۶۰ ج ۴۴، ص ۱۹

Ahmed bin Hanbal,Musnad Ahmed(hadees no.26460)19/44

[70] احمد بن حنبل، مسند احمد ح ۲۶۴۲۲، ج ۴۴، ص ۲۰

Ahmed bin Hanbal,Musnad Ahmed,(hadees no.26422)20/44

حضرت حسنؓ سے اخذ واستفادہ کرنے والے اہل تسنن اعلام ورجال

حضور اکرم ﷺ کی وفات کے وقت حضرت حسنؓ ابھی چھوٹے تھے دوسرے صحابہ کرام کی طرح آپؓ نے بھی اپنے نانا، والد اور والدہ سے حدیث کو یاد کیا تھا پھر آپؓ سے آپؓ کے صاحبزادے اور دوسرے اصحاب نے روایت کیا ہے۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے صاحبزادے حسنؒ بن حسنؓ، سویدؒ بن غفلہ، ابو حوراء سعدیؒ، شعبیؒ، ھبیرہؒ بن یریم اصبغؒ بن نباتہ اور مسیبؒ بن نخبۃ شامل ہیں۔ امام ذہبیؒ آپ کے احوال میں لکھتے ہیں:

حدث عنه ابنه الحسن بن حسن و سويد بن غفلة و ابو حوراء السعدى و الشعبى و هبيره بن يريم و اصبغ بن نباته و المسيب بن نخبة[71]

اسی طرح بقی بن مخلد اپنی مسند میں حضرت حسنؓ کی روایت کردہ تیرہ روایات کو ذکر کیا ہے[72] اور امام احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں دس حدیثوں کو ذکر کیا ہے جب کہ سنن اربعہ میں ان میں سے چھ روایات موجود ہیں۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں عکرمہؒ، محمد بن سیرینؒ اور سفیان بن لیلؒ بھی قابل ذکر ہیں[73]. ان اعلام ورجال کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

ابو حوراء سعدیؒ

ابو حوراء سعدیؒ نے حضرت حسنؓ سے روایت کی ہے اور آپؒ نے وہ مشہور حدیث روایت کی ہے جس میں دعائے قنوت پڑھنے کا ذکر ہے جو کہ مسند امام احمد بن حنبل میں مذکور ہے، حدثنا وكيع حدثنا يونس بن اسحاق عن بريد بن ابى مريم السلولى عن ابى الحوراء عن الحسن[74] ۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ آپؒ کا پورا نام ربیعہ بن شیبان تھا جبکہ شہرت ابو حوراء سعدیؒ کے نام سے ہوئی۔

سوید بن غفلہؒ (80ھ)

سوید بن غفلہ مشہور تابعی ہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ عمر فاروقؓ، عبداللہ بن مسعودؓ اور حسنؓ کی زیارت کی ہے اور احادیث روایت کی ہیں۔ آپؒ کا تعلق جعفی قبیلہ سے تھا اور آپ کا تعلق ان تابعین میں سے تھا جنھوں نے آپ کا زمانہ پایا لیکن اس وقت اسلام قبول نہیں کیا[75] بلکہ بعد میں اسلام قبول کیا جب کہ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ اسلام قبول کر لیا تھا لیکن آپ کی زیارت نہ ہو سکی۔

ہبیرہ بن یریمؒ

ہبیرہ بن یریمؒ حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے تھے۔ آپ نے دوسرے صحابہ کرام سے بھی روایات لی ہیں۔ حضرت حسنؓ کی روایت کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے، حدثنا وكيع عن شريك عن ابى اسحاق

---

[71] الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج۳، ص ۲۴۶

Al Zahbi,Siyar e Alam al nabla,246/3

[72] ابن الجوزی، عبدالرحمان بن علی بن محمد، تلقیح فھوم اھل اثر عیون التاریخ والسیر، شرکۃ دار الارقم بن ابی الارقم، بیروت ۱۹۹۷ء، ص ۳۶۹

Ibn al jawzi,Abul Rahman bin Ali bin Muhammad,Talqeeh fahum ahl Asar euun al Tarikh aw aasyare(Shirkat Dar al Arqam bin al Arqam,Beiryt 1997)p.369

[73] ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج۲، ص ۵۳

Ibn Hajar Asqalani,Tehxib al tehzib.53/2

[74] احمد بن حنبل، مسند احمد، ح ۲۴۵۱۳، ج۳، ص ۲۴۵

Ahmed bin Hanbal,Musnad Ahmed,(hadees no.24513)235/3

[75] سعید احسن عابدی، ڈاکٹر، حدیث کا شرعی مقام، الفرقان ٹرسٹ، مظفر گڑھ، ص، ۶۲

Saeed Ahsan Abidi,Dr,Hadees ka shrei mqam,(Alfurqan trust,Muzaffar garh.p.62

عن هبيره خطبنا الحسن[76]۔ محمد بن سعدؒ نے بھی اس روایت کو الطبقات میں ذکر کیا ہے، عن هبيرة بن يريم قال : سمعت الحسن بن علی قام يخطب[77] ۔ یہ ایک طویل روایت ہے۔ ہبیرہ بن یریمؒ کے ثقاہت اور مکتبہ فکر کے بارے میں محدثین نے مختلف آراء کا ذکر کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ آپ امام حسنؓ کے راوی ہیں اور یہ روایت کا لینا کسی خاص درسگاہ کے ساتھ منسلک نہیں ہے۔

مذکورہ محدثین کے علاوہ کچھ دوسرے اعلام ورجال بھی ہیں جنہوں نے امام حسنؓ سے روایات لی ہیں یا استفادہ علم کیا ہے یعنی وہ آپ کے رجال میں شامل ہیں لیکن ان کی روایات حدیث کی کتابوں میں موجود نہیں ہیں لیکن وہ کسی نہ کسی وقت میں حسنؓ کے حلقہ تلمذ میں رہے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم شخصیت امام شعبیؒ کی ہے جو حضرت حسنؓ کے اصحاب میں شامل ہیں۔ امام شعبی مشہور تابعی اور محدث تھے۔ آپ کا انتقال 103ھ میں ہوا[78] اور آپ نے سب سے پہلے حدیث کی تفشیش یعنی جرح وتعدیل کا کام شروع کیا تھا۔ اس کے علاوہ صحابیِ رسول قیس بن سعد بن عبادہؓ (60ھ) اور محمد بن سیرین (110ھ) بھی امام حسنؓ سے استفادہ کرنے والوں میں شامل ہیں[79] مزید کچھ نام بھی ذکر کیے گئے ہیں لیکن ان کا استفادہ کس حیثیت میں ہوا اور اس کی تفصیلات نہیں ملتی۔

حضرت حسینؓ سے اخذ واستفادہ کرنے والے اہل تسنن رجال اعلام

حضرت حسینؓ کا تعلق اہل بیت ﷺ سے ہونے کی وجہ سے مرجع خلائق تھے۔ آپؓ سے اہل علم نے اخذ واستفادہ کیا جن میں افراد اہل بیت ﷺ اور دیگر صحابہ کرام وتابعین شامل ہیں لیکن آپؓ کی زیادہ تر روایات اور علم آپؓ کے بیٹے علی بن حسین زین العابدین اور بیٹے فاطمہؒ کے ذریعے آگے پھیلا۔ امام حسینؓ سے اخذ واستفادہ کرنے والوں کی ایک کثیر تعداد ہے۔ شیخ طوسیؒ نے آپؓ سے اخذ واستفادہ کرنے والے اصحاب کے تقریباً 98 افراد کے نام ذکر کئے ہیں[80] جن میں افراد اہل بیت ﷺ اور دیگر دونوں شامل ہیں۔ آپؓ جن کی تعداد آٹھ ہے ان میں سے چار کے راوی افراد اہل بیت ﷺ اور دیگر چار کا تعلق اہل تسنن اعلام میں سے ہے۔

ربیعہ بن شیبان (80ھ)

ابو حوراء سعدیؒ نے حضرت حسینؓ سے روایت کی ہے۔ آپؒ کا پورا نام ربیعہ بن شیبان تھا جبکہ شہرت ابو حوراء سعدیؒ کے نام سے ہوئی اور آپؒ لقب ابو الحوراء تھا بصرہ کے رہنے والے تھے۔ آپؒ کا شمار تابعین اور ثقہ راویوں میں ہوتا ہے۔ آپؒ حضرت حسینؓ سے روایت حدیث کی ہے، اخبرنا وكيع، حدثنا ثابت بن عماره، عن ربيعه بن شيبان، قال: قلت للحسينبن علی رضی الله عنه ما تعقل عن رسول الله ﷺ قال: صعدت غرفة فأخذت تمرة[81]۔۔ ابو حوراء نے آپؓ کے علاوہ حسنؓ اور دوسرے صحابہ کرام سے بھی روایت کی ہے اور حدیث کی مختلف کتابوں میں آپؒ کی روایات موجود ہیں۔ حضرت حسنؓ کی بھی زیادہ تر روایات آپ ہی سے مروی ہیں۔

---

[76] احمد بن حنبل، مسند احمد، ج۳، ص۱۶۷

Ahmed bin Hanbal,Musnad Ahmed,127/3

[77] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج۳، ص۳۷

Ibn saad, al tabqat al kubra,37/3

[78] الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج۴، ص۴۹۲

Al Zahbi,Siyar e Alam al nabla.492/4

[79] شیخ طوسی، رجال الطوسی، ص۹۵

Shaikh Tusi Rijal al Tusi.p95

[80] دیکھیے، الطوسی، رجال الطوسی، ص۹۸-۱۰۶)

Al Tusi,Rijal al tusi.p 98…..106

[81] احمد بن حنبل، مسند احمد (رقم الحدیث: ۱۷۳۱) ج۳، ص۲۵۵

شعیب بن خالد

آپ کا مکمل نام شعیب بن خالد البجلی الرازی تھا۔ رائی کے رہنے والے تھے اور قاضی بھی رہے، علماء رجال نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔ حجاج بن دینارؒ آپ کے شاگرد تھے آپ حسینؓ کے اہل تسنن اعلام میں سے تھے اور آپؓ سے ایک حدیث روایت کی ہے، حدثنا ابن نمیر و یعلی، قال حدثنا حجاج یعنی ابن دینار الواسطی، عن شعیب بن خالد عن حسین بن علی-قال رسولﷺ انّ من حسن اسلام المرأ قلة الکلام فیما لا یعنیه [82]۔ اس کے علاوہ باقی کتب حدیث میں یہ روایت دوسری سند سے مروی ہے۔

عبداللہؓ بن حنین (100ھ)

عبداللہ بن حنین بھی حضرت حسینؓ کے اصحاب میں سے ہیں۔ آپؓ صحابی رسول ہیں اور حضرت علیؓ کے ماموں زاد بھائی تھے سلسلہ نسب اس طرح سے ہے، عبداللہ بن حنین بن اسد بن ہاشم بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب [83]۔ آپ کے بھائی عبدالرحمٰن بھی صحابی رسول ہیں

عامر شعبی (103ھ)

امام شعبی کا مکمل نام عامر بن شراحیل الشعبی ہے لیکن امام شعبی کے نام سے زیادہ مشہور ہوے۔ آپؒ حدیث نبویﷺ کا نامور عالم تھے اور پانچ سو سے زیادہ صحابہ کرام کو دیکھا تھا۔ ابن العماد حنبلیؒ نے آپ کو امام البحر لکھا ہے [84]۔ علم حدیث میں حضرت حسینؓ کے علاوہ اجلہ صحابہ کرام سے اخذ واستفادہ کیا ہے۔

علی بن حسین زین العابدین سے اخذ واستفادہ کرنے والے اہل تسنن رجال اعلام

امام زین العابدین سے اخذ واستفادہ کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد افراد اہل بیتﷺ کی ہے۔ اس کے علاوہ عام صحابہ کرام اور تابعین نے بھی علم حدیث میں اخذ واستفاد کیا ہے۔ شیخ طوسیؒ نے اپنی کتاب رجال الطوسی میں علی بن الحسین کے کل 170 سے زیادہ اصحاب کا ذکر کیا ہے [85]۔ ان اصحاب میں افراد اہل بیتﷺ کے علاوہ اہل تسنن کے افراد بھی شامل ہیں ان میں سے ابان بن تغلبؒ ابراہیمؒ بن عبداللہ بن سعید بن العباس بن عبد المطلب، ابراہیمؒ بن یزید النخعیؒ، اسماعیلؒ بن رافعؒ، اسحاق بن عبداللہؒ بن ابی طلحہ، اسحاقؒ بن عبداللہؒ بن الحارث بن نوفل، اسحاقؒ بن یسار، ثابتؒ بن عبداللہ بن زبیرؒ، جابر بن عبداللہ الانصاریؒ حبیب السجستانی الحسن بن عمارہؒ، حکیمؒ بن جبیر بن مطعم بن عدی، حکیمؒ بن حکم، زیدؒ بن اسلم مولیٰ عمر ابن الخطاب، سالمؒ مولیٰ عمر بن بن عبداللہ، سلمہ بن دینارؒ، طاؤس بن کیسانؒ، عبداللہؒ بن ابی بکر بن حزم الانصاری، عبداللہ بن دینارؒ، عبداللہ بن ذکوانؒ، ابو سلمہؒ بن عبدالرحمٰن، محمد بن جبیر بن مطعم زیادہ مشہور ہیں۔

حسن المثنیٰ سے اخذ واستفادہ کرنے والے اہل تسنن رجال اعلام

---

[82] احمد بن حنبل، مسند احمد (رقم الحدیث: ۱۷۳۲) ج۳، ص ۲۵۵

Ahmed bin Hanbal,Musnad Ahmed,(hadees ni.1731)255/3

Ahmed bin Hanbal,Musnad Ahmed.(hadees no.1732)255/3

[83] البلاذری، انساب الاشراف، ج۱، ص ۲۰۲

Al Balazri,Ansab al Ashraf,202/1

[84] ابن العماد، عبدالحہ بن احمد، شذرات الذھب، ج۱، ص ۱۲۶

Ibn al ammad,Abdul bin bin Ahmed,Shazrat al ahb,126/1

[85] دیکھیے، الطوسی، رجال الطوسی، ص ۱۰۹-۱۲۰

Al tusi,Rijal al Tusi.p.109..120

حسن المثنیٰ افراد اہل بیت ﷺ میں سے ایک علمی شخصیت تھے۔ یہ اہل سنت اور اہل تشیع کے مشترکہ رواۃ میں سے تھے حسن المثنیٰؒ ایک ثقہ راوی کے طور پر اہل سنت اور اہل تشیع کی کتب میں موجود رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد حضرت حسنؓ، اپنی زوجہ فاطمہؒ بنت حسین اور عبداللہ بن جعفر (80ھ) سے روایات نقل کی ہیں[86]۔ اس کے علاوہ آپؒ سے بھی تابعین اور تبع تابعین کی ایک جماعت نے روایات حدیث لی ہیں۔ ان رواۃ میں آپ کے بیٹے عبداللہ، ابراہیم، سور حسن اسی طرح آپ کے چچا کے بیٹے حسن بن محمد بن حنفیہ (100ھ)، سعید بن ابی سعید اور ولید بن کثیر زیادہ مشہور ہیں۔ کتب حدیث میں آپ سے روایات کردہ احادیث موجود ہیں۔ آپؒ سے اخذ واستفادہ کرنے والے زیادہ تر رجال اعلام کا تعلق اہل بیت یا اہل تشیع مکتبہ فکر سے ہے۔

خلاصہ بحث

پہلی صدی ہجری میں افراد اہل بیت ﷺ کی زیادہ تر مسانید علم مکہ، مدینہ اور کوفہ میں قائم ہوئیں کیونکہ اس وقت تک یہ شہر علوم وفنون کی ترویج واشاعت کے لئے زیادہ شہرت رکھتے تھے۔ افراد اہل بیت ﷺ بشمول ازواج مطہرات نے بھی انہیں شہروں میں اپنی مسانید علم قائم کیں۔ ان مراکز میں بھی سب سے پہلا اور اہم مدینہ کے اندر مسجد نبوی ﷺ اور مدرسہ صفہ تھا جو دور نبوی ﷺ ہی سے درس و تدریس اور علوم وفنون کی ترویج واشاعت کے لئے شہرت رکھتی تھی۔ پہلی صدی ہجری میں افراد اہل بیت ﷺ سے بلا تفریق تمام اہل علم نے علمی اخذ واستفادہ کیا ہے جس میں صحابہ کرام اور تابعین شامل ہیں۔ ازواج مطہرات اور اہل بیت ﷺ کی دیگر شخصیات سے خاندان کے افراد کے علاوہ اہل تسنن کے اعلام ورجال نے بھی اخذ واستفادہ کیا ہے جیسا کہ ہمیں افراد کی تفصیل میں نظر آیا۔ یہ وقت دور نبوی ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین کا دور تھا جس میں افراد اہل بیت ﷺ سے صحابہ کرام نے بھی استفادہ کیا اس دور میں کسی قسم کا مسلکی فرق روا رکھا جاتا تھا۔ اس دور میں مراکز و مسانید علم قائم کرنے کا زیادہ رجحان نہیں تھا جس کی بہت سی وجوہات تھی اس لئے بہت سی شخصیات نے استفادہ کہاں کیا یا اس کی کیفیت کیا تھی معلوم نہیں ہو سکا تاہم وہ افراد اہل بیت ﷺ کے رواۃ یا حلقہ تلمذ میں شامل رہے ہیں۔ پہلی صدی ہجری میں اصطلاح اہل بیت اور اہل تسنن کا زیادہ فرق نظر نہیں آیا بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے ہی کہ افراد اہل بیت اور باقی اصحاب اور تابعین سب ایک ہی مکتبہ فکر سے تھے اور اہل بیت کو کچھ وجوہات کی بنیاد پر باقی پر فضیلت حاصل تھی۔

---

[86] ابن عساکر، تاریخ مدینۃ ودمشق، ج ۱۲، ص ۶۱۔۶۲

Ibn Asakar,tarikh madina tu w damishq,61.62/12